OPEN ACCESS
Journal of Islamic & Religious Studies
ISSN (Online): 2519-7118
ISSN (Print): 2518-5330
www.jirs.uoh.edu.pk/jirs

JIRS, Vol.:4, Issue: 1, Jan-June 2019
DOI: 10.36476/JIRS.4:1.06.2019.12, PP: 109-128

امام جلال الدین سیوطی کی "الخصائص الکبریٰ" کا اُسلوب و منہج

Stylistic Approach and Methodology of "Al Khaṣāiṣ-ul-Kubra" by Imām Jalāl-ud-Dīn Suyūtī

Dr. Muhammad Atif Aslam Rao
Assistant Professor, Department of Islamic Learning,
University of Karachi, Pakistan

Aijaz Bashir
Research Scholar, Department of Islamic Learning,
University of Karachi, Pakistan

Version of Record Online/Print: 27-Jun-19
Accepted: 27-May-19
Received: 31-Jan-19

Abstract

Imām Jalāl-ud-Dīn Suyūtī (d.911 A.H.)– a great personality of Islām, devoted his entire life for the services of Islām. He authored a number of books on multiple disciplines of Islām. One worth-mentioning contribution of Imām Suyūtī is his book 'Al Khaṣāiṣ al Kubra'. A number of Arab researchers have compiled analytical research works on specific topics and certain chapters of the book. However, a collective analysis on the pattern and methodology of the book is not present so far. Therefore, this article deals with a holistic and collective discussion on the approach and patterns of the book for the first time in Urdu language. The article enlightens its readers with a comprehensive introduction of the book in the beginning. However, lately, it thoroughly reviews and analyzes the style and method of Imām Jalāl-ud-Dīn Suyūtī. Moreover, the article also contains details of the significance and genuine qualities of the book along with its distinctive features. The study concludes that the worthwhile work of Imām Jalāl-ud-Dīn Suyutī in this particular field deserves to be acknowledged genuinely.

Keywords: *Al Khaṣāiṣ al Kubra, Imām Jalāl ud Dīn Suyūṭī, multiple disciplines, Islām*

CC BY

تمہید

خصائص نبوی پر متقدمین و متاخرین علمائے اسلام نے بہت سی علمی و تحقیقی تالیفات پیش کی ہیں جن میں موضوع سے متعلق اطراف وجوانب کو بخوبی زیر بحث لایا گیا ہے، لیکن مرورِ زمانہ اور علمی ارتقاء نے آنے والے اہل علم کو برانگیختہ کیا کہ وہ اس موضوع پر جدید تقاضوں کے مطابق اپنی تحقیقات پیش کریں۔ چنانچہ متذکرہ صنف میں تنوع اور علمی تقسیمات نے خاصی وسعت پیدا کردی اور یوں سیرت نبوی کا یہ جزوی موضوع ایک مستقل حیثیت اختیار کرتا چلا گیا۔ امام سیوطی نے نویں صدی ہجری میں موجود موادِ سیرت کی روشنی اور اپنے طویل مطالعہ کے تناظر میں اس صنف پر نئی جہت کو وجود بخشا اور سینکڑوں برس کے منتشر سرمایہ اور بعد کی صدیوں میں صدری روایات کی بازیافت سے بھرپور استفادہ کرتے ہوئے جامع بنیادوں پر "الخصائص الکبری" تالیف کی، جس میں سیرت نگاروں کے مواد اور ذخیرہ احادیث وفقہ کے وسیع و عمیق سمندروں کی غواصی سے بیش بہا اضافہ یکجا کردیا، جو آنے والوں کی سیرابی کا سامان ہوا۔

چونکہ یہ تالیف اپنی صنف پر بہت حد تک جامع و کامل ہے، اسی لیے ضرورت محسوس کی گئی کہ اسے ضمنی مباحث سے بالاتر ہو کر مستقل طور پر تحقیقی مقالہ کا موضوع قرار دیتے ہوئے بحث کی جائے، جس میں بالخصوص اس کتاب کے منہج واُسلوب اور دیگر امتیازات کو اُجاگر کیا جائے، تاکہ اہل علم اور محققین کرام کے لیے اَخذ واعتناء کے مراحل میں اس کی علمی واستنادی اہمیت وحیثیت مزید واضح ہوسکے۔ اس تحقیق کے دوران اس کتاب کے متعدد ایڈیشن ملحوظ رہے، جن میں دار الکتب العلمیہ بیروت، سن 2017ء اور دارا لکتب الحدیثیہ مطبع المدنی، سن 1967ء کے نسخہ جات قابل ذکر ہیں، لیکن اول الذکر نسخہ مطبوعات میں متاخر ہونے اور کئی مرتبہ نظرثانی کیے جانے کی وجہ سے زیادہ موزوں معلوم ہوا، اسی لیے اس نسخہ کو دوران تحقیق پیش نظر رکھا گیا ہے۔

مقالہ کا منہج تحقیق

- الخصائص الکبری کے مؤلف امام سیوطیؒ کا مختصر تعارف شامل کیا گیا ہے۔
- تمہید کی صورت میں صنف کتاب اور ضرورت تحقیق پر مختصر کلام پیش کیا گیا ہے تاکہ مجموعی کیفیت پیش نظر رہے۔
- خصائص کی اصطلاح، اس کے مطالب و مفاہیم نیز خصائص نبویہ کی علمی تقسیمات پر بحث کی گئی ہے۔
- انتساب کتاب، نام کتاب کی تحقیق و تنقیح اور کتاب کے مندرجات کا اجمالی تعارف شامل کیا گیا ہے۔
- کتاب کا منہج واسلوب خود مؤلف کی عبارات سے اکتساب کرتے ہوئے مقدماً ذکر کیا گیا ہے۔
- بعد ازاں منہج واُسلوب سے متعلق حاصل ہونے والے اُمور کو مسلسل نکات کی صورت مع امثلہ مرتب کیا گیا ہے۔
- حسب ضرورت اصل عبارات کو بحوالہ نقل کیا گیا ہے، البتہ بعض مقامات پر صرف حوالہ پر اکتفا کیا گیا ہے۔
- اختتام پر خلاصہ ونتائج تحقیق پیش کیے گئے ہیں۔

اس مقالہ کے اجزائے ترکیبی درج ذیل ہیں:

- امام جلال الدین سیوطی کا اجمالی تعارف
- اصطلاحِ خصائص کے معانی و مفاہیم
- خصائص نبوی ﷺ کی اقسام اور متعلقہ کتب کا اجمالی جائزہ

- الخصائص الکبریٰ کا منہج واُسلوب

امام جلال الدین سیوطی، متوفی 911ھ، اجمالی تعارف

آپ نویں صدی ہجری کی ممتاز علمی شخصیت اور متاخرین علمائے اسلام میں بلند مقام کے حامل ہیں۔ امام سیوطی کے بقول ان کی پیدائش یکم رجب المرجب بروز اتوار مغرب کی نماز کے بعد سن 849ھ کو ملک مصر میں ہوئی۔ کنیت "ابوالفضل"، نام "عبد الرحمٰن" اور معروف لقب "جلال الدین" ہے۔ آپ کے والد گرامی ابوبکر کمال الدین الاسیوطی متوفی 855ھ مصر کے ممتاز عالم اور امام ابن حجر عسقلانی صاحب فتح الباری شرح بخاری کے ارشد تلامذہ میں سے ایک تھے۔

امام سیوطی کی تعلیم وتربیت کے بیشتر مراحل قاہرہ مصر میں ہی مکمل ہوئے، البتہ دوران اسفار بھی آپ نے جزوی طور پر ممتاز مشائخ کرام سے اخذ واکتساب کیا، آپ کے اساتذہ کی تعداد سینکڑوں میں شمار کی گئی ہے، جن میں سے اکثر مشائخ کا ذکر آپ نے مستقل تالیفات مثلاً "المنجم فی المعجم" وغیرہ میں کیا ہے۔ جن میں امام کمال الدین ابن ہمام حنفی (متوفی 861ھ) صاحب فتح القدیر شرح ہدایہ، شیخ جلال الدین محلّی شافعی (متوفی 864ھ) صاحب تفسیر جلالین، شیخ علم الدین صالح ابن رسلان بلقینی (متوفی 868ھ) اور شیخ شرف الدین یحییٰ مناوی شافعی (متوفی 871ھ) وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ سرزمین مصر میں امام عسقلانی کی وفات کے بعد جامع طولونی میں املاء حدیث موقوف رہا، تو اللہ تعالی کی توفیق سے اس کے احیاء کی سعادت بھی عرصہ دراز تک امام سیوطی کے ہی حصہ میں رہی۔

آپ نے تمام زندگی تعلیم وتصنیف میں بسر فرمائی، چنانچہ تدریسی فیضان سے مستفید ہونے اور زمرہ تلامذہ میں شامل ہونے والوں میں بلند علمی مقام کے حامل ائمہ کرام شامل ہیں، جن میں شیخ عبد القادر شاذلی (متوفی 935ھ)، شیخ شمس الدین شامی (متوفی 942ھ) صاحب سبل الهدی والرشاد، شیخ ابن طولون مصری (متوفی 953ھ) اور شیخ عبد الوہاب شعرانی (متوفی 973ھ) وغیرہ معروف ہیں۔ آپ نے علوم اسلامیہ کی مختلف جہات پر ایک ہزار وقیع کتب تحریر فرمائیں، جن میں سے کئی کتب ایسی بھی ہیں، جو اپنے موضوع پر اسلام کے علمی ذخیرہ میں گراں قدر اضافہ ہیں۔

آپ کی مشہور کتب میں سے چند ایک یہ ہیں: "الاتقان فی علوم القرآن، تفسیر الدر المنثور، جمع الجوامع، تدریب الراوی شرح تقریب النووی، الاشباہ والنظائر، الاقتراح فی اصول النحو وجدلہ، البدور السافرہ فی احوال الآخرہ، حسن المحاضرہ فی تاریخ مصر والقاهرہ، طبقات الحفاظ۔" آپ نے 19 جمادی الاولیٰ 911ھ میں ہاتھ کے ورم میں مبتلا ہو کر وصال کیا اور اپنے والد گرامی کے پہلو میں باب القرافہ کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔[1]

اصطلاحِ خصائص کے معانی ومفاہیم

خصائص دراصل "خَصِيْصَةٌ" کی جمع ہے اور یہ "خصَّ" سے مشتق ہے۔ شیخ ابن منظور افریقی لکھتے ہیں:

"خَصَّهُ بِالشَّيْءِ يَخُصُّه خصّاً وَخُصُوْصاً وَخَصُوصِيَّةً وَخُصُوصِيَّةً، وَالْفَتْحُ أَفصح، وَخِصِّيصَى وَخَصَّصَهُ وَاخْتَصَّهُ : أَفْرَدَه بِهِ دُونَ غَيْرِهِ"[2]

شیخ مجد الدین یعقوب فیروزآبادی، "القاموس المحیط" میں لکھتے ہیں:

"خَصَّهُ بالشيءِ خَصّاً وَخُصُوْصاً وَخُصُوْصِيَّةً، وَيُفْتَحُ، وَخِصِّيصَى، وَيُمَدُّ، وَخَصِّيَّةً وَتَخِصَّةً فَضَّلَهُ"[3]

اس طرح "المعجم الوسیط" میں ہے:

"(الخَصِيْصَةُ) اَلْصِّفَةُ الَّتِي تَمِيز الشَّيْء وَتَحَدَّدَهُ (ج) خَصَائِصٌ"[4]

متذکرہ بالا لغوی تعریفات کی روشنی میں "خصائص" کے تین معانی واضح ہوتے ہیں:

(۱) انفرادیت (۲) فضیلت (۳) تمیز

چنانچہ اس کا اطلاق تینوں معانی پر دلالت کرتا ہے، جو حسب استعمال واشتقاق تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ جبکہ "خصائص" کی اصطلاحی تعریف یوں ذکر کی گئی ہے:

"الخصائص النبوية: هي الفضائل والأمور التي إنفرد بها النبي وامتاز بها إما عن إخوانه الأنبياء وإما عن سائر البشر"[5]

"خصائص نبویہ سے مراد ایسے فضائل وامور ہیں، جن کے سبب آپ ﷺ کو تمام انبیائے کرام سے یا تمام انسانوں سے ممتاز ومنفرد کیا گیا ہے۔"

خصائص نبوی ﷺ کی اقسام اور متعلقہ کتب کا اجمالی جائزہ

لغوی واصطلاحی تعریفات کے بعد یہ واضح ہونا بھی ضروری ہے کہ علمائے سیرت نے خصائص نبویہ کا بیان کرتے ہوئے مختلف اقسام بیان کی ہیں، جن کی صورت میں کتب و مواد مرتب کیا گیا۔ علمائے سیرت کے یہاں خصائص نبوی کو دو بنیادی اقسام میں تقسیم کیا گیا ہے:

(۱) خصائص تشریعی (۲) خصائص تفضیلی

(۱) خصائص تشریعی: اس کی مزید دو قسمیں ہیں:

(الف) ایسے تشریعی اختصاصات جو انبیاء ومرسلین میں سے صرف آپ ﷺ کو عطا کیے گئے، مثلاً حلت غنائم، طہوریت اَرض وغیرہ۔

(ب) ایسے تشریعی اختصاصات جو اُمت محمدیہ کے برعکس صرف آپ ﷺ کو عطا کیے گئے، البتہ انبیائے کرام میں سے بعض اس میں شریک ہیں، مثلاً چار سے زائد شادیاں وغیرہ۔

(۲) خصائص تفضیلی: اس کی مزید دو قسمیں ہیں:

(الف) ایسے اُمور جو انبیاء ومرسلین میں سے صرف آپ ﷺ کو ہی عطا ہوئے۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔

(1) دنیاوی حیات میں ایسے اُمور جو انبیاء ومرسلین میں سے صرف آپ ﷺ کو ہی عطا ہوئے، مثلاً ختم نبوت، حفاظت قرآن۔

(2) اُخروی حیات میں ایسے اُمور جو انبیاء ومرسلین میں سے صرف آپ ﷺ کو ہی عطا ہوں گے، مثلاً مقام محمود، جنت میں اوّل داخلہ، حوض کوثر۔

(ب) ایسے اُمور جو اُمت محمدیہ کے برعکس صرف آپ ﷺ کو ہی عطا ہوئے، البتہ ان میں سے بعض دیگر انبیاء ومرسلین میں بھی موجود ہیں، مثلاً انتقال کی جگہ پر ہی تدفین، اجسام کا سلامت رہنا۔

سیرت وشمائل کی کتب میں بسااوقات متذکرہ اَصناف کو یوں بھی تقسیم کیا گیا ہے:

"دنیوی خصائص"، "برزخی خصائص" اور "اُخروی خصائص"۔

پس یہ تمام ہماری ذکر کردہ بنیادی اقسام میں شامل ہیں، جن کی ضمنی تقسیم کی صورت میں یہ اَصناف بھی حاصل ہو جاتی ہیں، چنانچہ انہیں مستقل ذکر کرنا ہمارا مطلوب نہیں، لہٰذا اسی قدر پر اکتفاء ہے۔ بہر حال جس طرح سے خصائص کی اقسام مقرر کی گئی ہیں تاکہ ہر صنف کا مواد الگ مرتب ہو سکے، اسی طرح اس پر مشتمل مواد اور متعلقہ کتب کی بھی درجہ بندی کی گئی ہے، جس میں کئی اصناف کو شامل کیا گیا ہے، لیکن ہمارے نزدیک ان میں سے سات (۷) صورتیں زیادہ موزوں اور جامع ہیں، جن کی تفصیل یوں ہے:

1. خصائص نبوی کے موضوع پر مستقل کتاب، مثلاً
- نہایۃ السّول فی خصائص الرّسول — از شیخ ابو الخطاب ابن دحیہ کلبی، متوفی ۶۳۳ھ
- غایۃ السّول فی خصائص الرّسول — از شیخ سراج الدین ابن الملقن، متوفی ۸۰۴ھ
- الانوار بخصائص النّبیّ المختار — از شیخ ابن حجر عسقلانی شافعی، متوفی ۸۵۲ھ
- اللفظ المکرّم بخصائص النّبیّ الاکرم — از شیخ قطب الدین محمد خیضری، متوفی ۸۹۴ھ

2. کتب سیرت میں خصائص پر مشتمل اَبواب، مثلاً
- المواہب اللّدنیۃ بالمنح المحمّدیۃ (مقصد رابع کی فصل ثانی) از شیخ احمد بن محمد قسطلانی، متوفی ۹۲۳ھ
- الشّفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ — از شیخ قاضی عیاض، متوفی ۵۴۴ھ

اس کی قسم اوّل، باب رابع اور قسم ثالث، باب اوّل وثانی میں تفصیلی کلام پیش کیا گیا ہے۔

3. کتب تاریخ کے ضمن میں خصائص سے متعلق فصول، مثلاً
- البدایۃ والنہایۃ — از شیخ ابن کثیر دمشقی، متوفی ۷۷۴ھ

اس کی چھٹی جلد میں شمائل کے تحت چند فصول مختص کر کے کلام کیا گیا ہے۔

4. کتب معجزات وشمائل کے ضمن میں فصول واَبواب، مثلاً
- الآیات البیّنات فی ذکر مافی اَعضاء رسول اللہ من المعجزات از شیخ ابو الخطاب ابن دحیہ، متوفی ۶۳۳ھ
- الانوار فی شمائل النّبیّ المختار — از شیخ حسین بن مسعود بغوی، متوفی ۵۱۶ھ

5. کتب دلائل نبوت کے ضمن میں مباحث وفصول، مثلاً
- دلائل النّبوۃ — از شیخ احمد بن حسین بیہقی، متوفی ۴۵
- علامات النّبوۃ — از شیخ احمد بن ابو بکر بوصیری، متوفی ۸۴۰ھ

6. کتب حدیث کے تحت مغازی ومناقب کی ضمنی فصول، مثلاً
- مجمع الزّوائد ومنبع الفوائد — از شیخ نور الدین ہیثمی، متوفی ۸۰۷ھ

اس میں "کتاب علامات النبوۃ" کے تحت "فصل" میں موضوع سے متعلق احادیث کو جمع کیا۔

7. معجزات وخصائص کے عنوان پر مستقل تالیف، مثلاً
- المعجزات والخصائص النّبویۃ — از شیخ جلال الدین سیوطی شافعی، متوفی ۹۱۱ھ

امام سیوطی کی تالیف کے علاوہ کسی اور کتاب کا علم نہیں ہو سکا جس میں معجزات وخصائص دونوں ہی موضوعات پر سیر حاصل مواد یکجا کرکے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہو، چنانچہ اس موضوع پر امام سیوطی کی یہ کتاب اپنی نوعیت کی مفصل وجامع کتاب ہے۔البتہ امام سیوطی کی کتب سے خصائص نبوی ﷺ کے حوالہ سے درجہ بندی کی جائے تو یہ کل چھ کتب بنتی ہیں، جن کے اسماء درج ذیل ہیں۔

1. اَلمعْجِزَاتُ وَالخصَائِصُ النَّبَوِيَّة أو كِفَايَةُ الطَّالِبِ اللَّبِيْبِ فِي خَصَائِصِ الحَبِيْبِ ﷺ أو اَلخَصَائِصُ الْكُبْرىٰ
2. أُنمُوْذَجُ اللَّبِيْبِ فِيْ خَصَائِصِ الحَبِيْبِ ﷺ أو الخَصَائِصُ الصُّغْرىٰ
3. اَلْبَاهِرُ فِيْ حُكْمِ النَّبِيِّ ﷺ بِالْبَاطِنِ وَالظَّاهِرْ
4. طَرْحُ السَّقَطْ وَنَظْمُ اللُّقَطْ
5. شُعْلَةُ نَارٍ
6. تَزْيِيْنُ الْأَرَائِكْ فِيْ إِرْسَالِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى المَلاَئِكْ

اب ذیل میں امام سیوطی کی کتاب "الخصائص الکبریٰ" کے منہج واُسلوب کو پیش کیا جائے گا۔

اَلمعْجِزَاتُ وَالخصَائِصُ النَّبَوِيَّة أو.. كِفَايَةُ اللَّبِيْبِ فِي خَصَائِصِ الحَبِيْبِ، أو. اَلخَصَائِصُ الْكُبْرىٰ

اِنتساب کی تحقیق

اس کتاب کی امام سیوطی سے نسبت واضح و مشہور ہے، خود آپ نے اپنی تصنیف "حسن المحاضرۃ فی تاریخ مصر والقاہرۃ"[6] میں اس کا ذکر کیا ہے،اسی طرح علمی سرقہ بازی(plagiarism) کے حوالے سے اپنی تالیف "الفارق بین المصنّف والسّارق" کی ابتداء میں اس بابت کلام کیا اور وہاں اسے اپنی تالیف قرار دیتے ہوئے معاصرین کے اس کتاب سے مواد چرانے اور اپنے نام سے ظاہر کرنے پر کلام فرمایا ہے[7]۔ نیز کتاب کی تلخیص بنام "اِنموذج اللّبیب فی خصائص الحبیب" کے آغاز میں بھی اس کا ذکر موجود ہے[8]۔ اس کے علاوہ کتاب کے خطی نسخے دنیا کے متفرق کتب خانوں اور مخطوطات کے مراکز میں محفوظ ہیں، جن پر بصراحت امام سیوطی کا نام درج ہے چنانچہ بلاد واَمصار کے اختلاف وبُعد میں ایسے مخطوطات کا وجود بذاتِ خود بیّن دلیل ہے۔

اسم کتاب کی تحقیق

اس کتاب کے مختلف نام مشہور ہیں، لیکن ان میں سے اکثر کو کسی دلیل سے تقویت نہیں دی جاسکتی، کیونکہ ان میں کچھ نام ایسے ہیں جنہیں موضوع کی مناسبت سے کاتب نے وضع کردیا، پس وہ بعض مضامین کی ترجمانی تو کرتے ہیں، لیکن مؤلف کے موسوم کردہ نام سے منحرف ہیں،اس کے برخلاف جس نام کو امام سیوطی نے اپنی تصانیف کے ذکر میں باضابطہ بیان کیا، وہ ان تمام سے جامع ہے، چنانچہ آپ نے "حسن المحاضرۃ فی تاریخ مصر والقاہرۃ"[9] اور "التحدث بنعمۃ اللہ"[10] میں اس کا نام "المعجزات والخصائص النّبویّۃ" ذکر کیا ہے اور یہ نام مضامین و مواد کے لحاظ سے بھی زیادہ مناسب ہے، کیونکہ اس کتاب میں صرف خصائص نبویہ کا ہی ذکر نہیں کیا گیا، بلکہ آپ ﷺ کے بہت سے معجزات کو بھی حسب عناوین جمع کیا گیا ہے، جس کی وجہ سے اسم ہذا اپنے مسمّیٰ پر کامل دلالت کررہا ہے۔

نیز مؤلف کی حیات میں لکھے جانے والے مخطوطات پر بھی یہی نام درج ہے، اُن میں سے ایک مخطوط مکتبہ "توپ کاپی سرائے"،استنبول،ترکی میں رقم (۵۱۴، ۳۰۷۱) کے تحت محفوظ ہے، اس کا سن کتابت جمادی الآخر ۸۸۶ھ ہے، جبکہ دوسرا بھی اسی مکتبہ میں رقم (۵۱۳، ۳۰۶۹) کے ضمن میں موجود ہے اور سن کتابت جمادی الاولیٰ ۹۰۶ھ ہے۔اسی طرح "فہرس مؤلفات

السیوطی" کے اکثر مخطوطات کے عکوس جو مؤلف کے قریبی زمانے میں نسخۂ سیوطی یا اُن کے تلامذہ کے معتمد نسخوں سے لکھے گئے، اُن میں بھی "المعجزات والخصائص" ہی درج ہے، البتہ ان میں "النبویہ" کا اضافہ موجود نہیں، جو غالباً شہرت کے سبب تحریر نہیں کیا گیا، بقیہ نام مؤلف کے مطابق ہی مذکور ہے۔

برصغیر پاک وہند اور بعض عرب اَمصار میں اسے "الخصائص الکبری" کہتے ہیں، اور اسکی وجہ یہ ہے کہ آپ نے اس کی تلخیص بنام "أنموذج اللبيب في خصائص الحبيب" کی تھی، جسے عرف میں "الخصائص الصُّغری" کے نام سے جانا گیا، تو زیادتی مواد اور اصل کی وجہ سے اوّل الذکر کو "الخصائص الکبری" اور ثانی کو "الخصائص الصغری" کہا جاتا ہے۔ چنانچہ خود امام سیوطی نے اپنی تالیف "طرح السّقط و نظم اللقط" پر اوّل الذکر کو "الخصائص الکبری"[11] جبکہ "المعجزات الکبری"[12] لکھا ہے اور دوسری کتاب "أنموذج اللّبيب" کو "الخصائص الصُّغری"[13] تحریر کیا، اسی طرح "التّعظیم والمنّة"[14] پر اوّل الذکر کے لیے بالترتیب "کتاب المعجزات" اور "المعجزات" بھی تحریر کیا ہے، تو ان تمام کا مستفاد یہ ہے کہ وہاں ان کی جانب صرف اشارہ مقصود تھا، اصل نام کی تفصیلات نہیں، لہٰذا وہاں اشارے واختصار پر اکتفاء کیا گیا۔

ان اسماء کے علاوہ حاجی خلیفہ نے "کشف الظنون"[15] میں "الخصائص النّبویّة" اور شیخ محمد بن جعفر کتانی نے "الرّسالة المستطرفة"[16] میں "کفایة اللبیب فی خصائص الحبیب" لکھا ہے، نیز یوں ہی "اردو دائرۂ معارف اسلامیہ" میں بھی درج ہے[17]، لیکن مؤخر الذکر نام کی صراحت کسی معتبر ماخذ سے نہیں مل سکی، شاید یہ نام "اِنموذج اللبیب فی خصائص الحبیب" کی مناسبت سے اختیار کیا گیا، یا پھر امام سیوطی نے ہی اسے بھی کسی مقام پر ذکر کیا ہوگا، واللہ اعلم۔

تعارف کتاب

امام سیوطی نے اس کتاب میں اُسلوبِ سیرت پر مضامین مرتب کیے ہیں، چنانچہ ابتداء میں آپ ﷺ کی تخلیق، میثاق اور بشاراتِ انبیاء کا ذکر ہے، پھر ولادت مبارک کا ذکر کرتے ہوئے بچپن کے واقعات و کمالات کو بیان کیا گیا ہے، اس کے بعد آپ ﷺ کی خلقت میں موجود معجزات وخصائص کا تفصیلی بیان ہے، جس میں جسم اقدس کا شاہکارِ قدرت ہونا واضح کیا ہے، اس کے بعد والدہ ماجدہ، جناب عبد المطلب اور حضرت ابوطالب کے حوالے سے ایسے واقعات واُمور کا بیان ہے، جن میں آپ ﷺ کے معجزات ظہور پذیر ہوئے، پھر آپ ﷺ کے نکاح کا بیان شامل کرنے کے بعد اعلانِ نبوت پر تفصیلی کلام ہے اور اس کے تحت بہت سے واقعات ودلائل کو ابواب کی صورت میں بیان کیا گیا ہے، پھر اکابر صحابہ کرام مثلاً حضرت عمر بن خطاب، حضرت عثمان غنی اور دیگر کے ایمان لانے کا ذکر کرتے ہوئے آپ ﷺ کے معجزات کا ذکر ہے۔ پھر ہجرت حبشہ پر مختصر کلام کرنے کے بعد اسراء ومعراج پر شرح وبسط سے کلام ہے، اس کے بعد حضرت عائشہ وحضرت سودہ سے نکاح کا بیان کیا گیا ہے، پھر دعوتِ قبائل، واقعات ہجرت، تعمیر مسجد نبوی، تحویل قبلہ اور اذان کے مباحث شامل ہیں۔

اس کے بعد اہم و مستقل عنوان یعنی غزوات میں صادر ہونے والے معجزات پر تفصیلی کلام ہے، اس میں تمام غزوات کو ابواب کی صورت میں مرتب کیا گیا ہے، اس کے بعد سلاطین زمانہ کی جانب خطوط، وفود کی آمد، حجۃ الوداع، اَصابع مقدس سے پانی کا اجراء اور تکثیر طعام کا ذکر کرتے ہوئے حیوانات سے متعلق آپ ﷺ کے معجزات کو بیان کیا ہے، بعد ازاں دیگر معجزات کا ذکر کرتے ہوئے مستقبل کے بارے میں آپ ﷺ کی خبروں کے معجزات کو تفصیلاً ذکر کیا ہے، پھر آپ ﷺ کی مستجاب دعاؤں کے بارے میں وارد معجزات اور آپ ﷺ کے فضائل وکمالات میں سے بعض کا دیگر انبیائے کرام کے فضائل سے موازنہ پیش

کیا ہے۔ اس کے بعد آپ ﷺ کے خصائص کا تفصیلی بیان شروع کیا ہے جس میں دنیاوی، اُخروی، برزخی، تشریعی و تکوینی خصائص کو ابواب کی صورت میں مرتب کیا ہے، اختتام کتاب پر آپ ﷺ کی اَولاد، اَزواج، اہل بیت، منتخب اصحاب کا مختصر ذکر ہے، اس کے بعد آپ ﷺ کے مرض، وصال، تجہیز و تکفین کے اُمور بیان کیے ہیں، پھر چند برزخی فضائل وخصائص کو بیان کرکے وصال نبوی پر صحابہ کرام کی کیفیت کا بیان مذکور ہے اور اس کے بعد جج سے متعلق آپ ﷺ کی بشارت و دلیل نبوت کا ذکر کرتے ہوئے کتاب کو مکمل کیا ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ امام سیوطی نے کتاب کو سیرت کے اکثر مضامین پر مرتب کیا ہے جس میں غالب طور پر امام بیہقی کی "دلائل النبوۃ" کا اُسلوب جھلکتا ہے، لیکن مباحث کے انتخاب میں معجزات وخصائص کا پہلو ملحوظ رکھا، یعنی مکمل سیرت کے مباحث نقل نہیں کیے، بلکہ صرف اُنہیں شامل کیا ہے جن میں کسی خصوصیت و معجزہ کا تعلق نمایاں تھا، چنانچہ ابتداءً تو سیرت کے مباحث ترتیب وار درج ہیں، لیکن بعدازاں کچھ ایسے معجزات واُمور بھی شامل ہیں، جن کا تسلسل مضامین سے بالکل مختلف ہے، پھر اختتام پر تفصیلاً خصائص کو ذکر کیا گیا ہے، یوں کتاب، سیرت کے مباحث پر مبنی ہے، لیکن اسے مستقل سیرت کی کتاب نہیں کہا جاسکتا، کیونکہ معروف اُسلوب کے مطابق کتبِ سیرت میں اِرتقائی طور پر مباحث کو بتدریج مرتب کیا جاتا ہے، جو تخلیق سے وصال تک پر محیط ہوتے ہیں، لیکن یہاں سیرت کے کئی اہم مباحث شامل نہیں، تو اس کی وجہ یہی ہے کہ مطلوب معجزات وخصائص کا بیان تھا، لہٰذا جس پہلو پر مطلوبہ مواد میسر آیا، اُسے شامل کرلیا گیا اور بقیہ سے صرف نظر کی گئی تاکہ تالیف اَہداف ومقاصد سے ہی متعلق رہے۔ واللہ اعلم

منہج کتاب

امام سیوطی نے اس کتاب میں دو مقامات پر اپنے اُسلوب و منہج کی صراحت کی ہے، چنانچہ پہلے انہیں ذکر کرنا اَز حد ضروری ہے، تاکہ مؤلف کے اپنے بیان سے استفادہ کیا جاسکے۔

> "وأوردت فيه كلّما ورد، ونزّهته عن الأخبار الموضوعة وما يرد، وتتبّعت الطّرق والشّواهد لما ضعف من حيث السّند، ورتّبته أقساماً متناسقةً، وأبواباً متلاحقةً، بحيث جاء بحمد الله كاملاً في فنّه، وابلاً مطرّد جنّه، سابغة ذيوله، سائغة نيوله، حلله ضافية، ومناهله صافية، وموارده كافية، ومصادره وافية، لا تجمع واردة إلا وهي فيه مسموعة، ولا تسمع شاردة إلا وتراها في ديوانه مجموعة." 18

> "میں نے اس کتاب میں متعلقہ مرویات کو جمع کیا ہے اور اس باب میں وارد موضوع روایات سے اجتناب کیا ہے، چنانچہ جب سند ضعیف ہوئی تو میں نے طرق و شواہد سے (اس کے ضعف کا) ازالہ کیا ہے، اور میں نے اسے بہترین اقسام اور موزوں ابواب پر مرتب کیا ہے، بایں طور کہ اللہ تعالی کے فضل سے یہ اپنے موضوع پر کامل اور سیرابی میں بارانِ رحمت ہے، اس کا دامن کشادہ اور فیضان عام ہے، اس کے جواہر بیش قیمت اور چشمے پاکیزہ ہیں، اس کا مواد کفایت کرنے والا اور مصادر بھرپور (وبکثرت) ہیں، نیز موضوع سے متعلق کوئی حدیث ایسی نہیں ملے گی، جس کا بیان اس (کتاب) میں سنائی نہ دے اور تم کوئی شاذ اَمر (حدیث واثر) بھی ایسا نہ سنوگے، جسے تم ہماری کتاب

کے مجموعے میں درج نہ دیکھو۔"

اسی کتاب کے دوسرے مقام پر رقم طراز ہیں:

"وأعلم إني أذكر كل ما قال فيه عالم أنه من خصائصه، سواء كان عليه أصحابنا أم لا، مصححاً أم لا، فإن ذلك دأب المتتبّعين المستوعبين، وإن كان الجهلة القاصرون إذا رأوا مثل ذلك بادروا إلى الإنكار على مورده."[19]

"اور جان لو کہ میں اس کتاب میں ہر اس قول کو درج کروں گا، جس کے بارے میں کسی ذی علم نے کہا ہو کہ وہ آپ ﷺ کے خصائص میں سے ہے، چاہے ہمارے اَصحاب اس کے قائل ہوں، یا نہ ہوں، اسے صحیح مانتے ہوں، یا نہ مانتے ہوں، پس بیشک احاطہ واستیعاب کرنے والوں کا یہی طریقہ کار ہوا کرتا ہے، اگرچہ جاہل لوگ جب کبھی ایسا معاملہ دیکھتے ہیں تو انکار کرتے ہوئے ایسا اقدام کرنے والے پر ہی چڑھ دوڑتے ہیں۔"

نیز اپنی کتاب "الفارق بین المصنف والسارق" میں لکھتے ہیں:

"لقد أقمت في تتبّع هذه الخصائص عشرين سنة إلى أن زادت على الألف، و نظرت عليها من كتب التفسير والحديث وشروحه والفقه والأصول من المذاهب الأربعة والتّصوف وغيرها ما يجلّ عن العدّ والوصف، بحيث إن الرّوضة التي أعظم كتب المذهب وأجمعها، ليس فيها من الخصائص عُشر ما في كتابي، ولا ظفر طالبٌ بما يرويه في هذا الباب إلا من شرابي، وأنا إلى الآن ساع في الزّيادة، و كلّ وقت أظفر في المطالعة بخصيصة لم تكن قبل ذلك في كتابي مُفاده، و قسّمتها أقساماً حسنةً، وهذّبتها تهذيباً يزيل عن الطالب وسنه."[20]

"میں نے ان خصائص کی تلاش میں بیس (۲۰) سال صرف کیے ہیں، تب جاکر یہ تعداد ایک ہزار سے زائد ہوئی، اور میں نے ان کے لیے کتب تفسیر، حدیث، شروحات حدیث، فقہ، مذاہب اربعہ کے اُصول اور تصوف وغیرہ کی اتنی تعداد میں کتب ملاحظہ کی ہیں، جنہیں شمار نہیں کیا جاسکتا، چنانچہ کتاب الروضہ جو (شافعی) مذہبِ فقہ کی بڑی وضخیم کتاب گردانی جاتی ہے، اس میں میری کتاب کے مقابلے میں خصائص کا دسواں حصہ بھی موجود نہیں ہے، لہٰذا اس باب میں کوئی بھی طالب میری کتاب سے مستغنی نہیں ہوسکتا اور ہنوز میں اس کے مندرجات میں اضافے کے لیے کوشاں ہوں اور دورانِ مطالعہ مجھے کہیں بھی کوئی ایسی خصوصیت ملتی ہے جو اس کتاب میں مذکور نہ تھی تو اسے شامل کرلیتا ہوں اور میں نے اسے نفیس اقسام پر منقسم کیا اور ایسی تہذیب کی ہے جو طالب کی مشقت کو زائل کردیتی ہے۔"

(۱) کتاب میں معروضی اُسلوب اپناتے ہوئے جامعیت وحسن ترتیب کے پیشِ نظر مواد کو تقریباً چھ سو (۶۰۰) ضمنی ابواب میں تقسیم کیا اور پھر ان میں سے کچھ کو کسی خاص عنوان کے تحت ذکر کیا ہے، تاکہ قاری کو اس باب میں وارد مختلف مضامین کے لیے سرگرداں نہ رہنا پڑے، مثلاً "ذكر المعجزات الّتي وقعت عند وفادة الوفود عليه"[21]، اس عنوان کے تحت

پچاس(۵۰)ابواب کو ترتیب وار جمع کیا ہے۔اسی طرح "ذكر المعجزات في إجابة الدّعوات"[22]،اس عنوان کے تحت اُنتالیس(۳۹)ابواب کو جمع کیا ہے۔

(۲) مواد و مباحث کے انتہائی مختصر ہونے کے باوجود کبھی "باب " کا عنوان قائم کیا ہے ،مثلاً "باب كلامه في المهد"،[23] "باب إختصاصه بأن تطوعه في الصّلاة قاعداً كتطوّعه قائماً"[24]اور کبھی طویل ہونے کے باوجود "باب" کا عنوان قائم نہیں کیا، مثلاً"دعا جبریل علیہ السّلام"[25]

(۳) کسی باب کے تحت احادیث کو بکثرت وارد کیا ہے،مثلاً "باب ما وقع في غزوة خيبر من الآيات والمعجزات"[26]کے تحت ترپن(۵۳)احادیث ذکر کی ہیں، جبکہ کسی مقام پر ایک ہی روایت ذکر کی ہے ،حالانکہ اس مقام سے متعلق مزید صحیح وحسن روایات بھی موجود تھیں،مثلاً"باب غزوة الهند"[27]اور"باب إخباره بقوم يأتون من بعده"[28]کے تحت صرف ایک ایک روایت ہی ذکر کی ہے۔

(۴) کبھی مخرجین حدیث کا بکثرت ذکر کیا ہے جو عرب محققین کے نزدیک اس کتاب میں آٹھ (۸)تک پہنچتا ہے ،مثلاً "باب الآية في قدوم الأعرابي من بني عامر بن صعصعة"[29]کے تحت حضرت عبد اللہ بن عباس سے مروی حدیث تخریج کرنے والوں میں امام احمد، بخاری، دارمی ،ترمذی، حاکم، بیہقی، ابویعلی اور ابن سعد کا ذکر کیا ہے، لیکن کتاب ہذا کے مطبوعہ نسخے مثلاً "دار الکتب الحدیثیۃ"اور"جامعۃ اُم القری"وغیرہ میں اسی مقام پر بیہقی کے بعد ابو نعیم کا بھی ذکر ہے[30] ،جس سے مخرجین کی تعداد آٹھ(۸) کے بجائے نو(۹) ہو جاتی ہے اور یوں امام سیوطی کا اس کتاب میں مخرجین کے ذکر کا انتہائی عدد اضافے کے ساتھ نو(۹) قرار پاتا ہے، لیکن اکثر مقامات پر صرف ایک مخرج کے ذکر پر اکتفاء کیا گیا ہے اور اس کے نظائر بکثرت موجود ہیں، جنہیں یہاں ذکر کرنے کی حاجت نہیں۔

(۵)اگر کسی حدیث کی سند پر محدثین نے موضوع ہونے کا حکم لگایا اور اس سند کے علاوہ کوئی سند ایسی تھی جس کا شاہد وتابع موجود ہے، تو اسے بعض مقامات پر پیش کیا ہے ،مثلاً "باب قصۃ الضب" پر حضرت عمر فاروق سے مروی حدیث کو امام طبرانی ،ابن عدی، بیہقی ،ابو نعیم اور ابن عساکر کے حوالے سے نقل کیا ہے، پھر امام بیہقی کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ ان کے نزدیک راوی"محمد بن علی بن ولید"جائے مقال ہے، جبکہ اس کے دیگر طرق میں حضرت عائشہ اور حضرت ابوہریرہ کی احادیث بھی موجود ہیں۔بعدازاں اس کے موضوع ہونے پر امام ابن دحیۃ کلبی اور امام ذہبی کا مؤقف بیان کیا ہے ،پھر ان اعتراضات کو رفع کرنے کے لیے ایسا طریق ذکر کیا ،جو حضرت عمر سے ہی مروی ہے ، لیکن اس میں راوی "محمد بن علی بن ولید " موجود نہیں،اور یہ امام ابو نعیم کا تخریج کردہ ہے،اس کے بعد اسی حدیث کا حضرت علی سے مروی ہونا بیان کیا ہے اور اسے امام ابن عساکر نے تخریج کیا ہے، پس اس مقام پر امام سیوطی نے شاہد و تابع ذکر کرتے ہوئے حدیث پر وارد موضوع کا حکم دور کیا ہے۔

"أخرج الطبراني في الأوسط والصغير وابن عدي والحاكم في المعجزات والبيهقي وأبو نعيم وابن عساكر عن عمر بن الخطاب أن رسول الله صلى الله عليه وسلم : كان في محفل من أصحابه إذ جاء إعرابي من بني سليم قد صاد ضبا، فقال : واللات والعزى لا آمنت بك حتى يؤمن بك هذا الضب، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أنا يا ضب؟ فقال الضَّب بلسان عربي مبين يفهمه القوم جميعا: لبيك وسعديك يا رسول رب العالمين، قال:

من تعبد؟ فقال: الذي في السماء عرشه وفي الأرض سلطانه وفي البحر سبيله وفي الجنة رحمته وفي النار عذابه. قال: فمن أَنا؟ قال: أنت رسول رب العالمين وخاتم النبيين قد أفلح من صدقك وقد خاب من كذبك، فأسلم الأعرابي.

ليس في إسناده من ينظر في حاله سوى محمد بن علي بن الوليد البصري السلمي شيخ الطّبرانيّ وابن عدي. قال البيهقي: الحمل في هذا الحديث عليه. قال: وقد روي من طرق أخرى عن عائشة أبي هريرة، وقد زعم ابن دحية: أن هذا الحديث موضوع وكذا الذهبي.

قلت: لحديث عمر طريق أخر ليس فيه محمد بن عليّ بن الوليد، أخرجه أبو نعيم وقد ورد أيضا مثله من حديث علي أخرجه ابن عساكر." [31]

(٦) بسا اوقات کسی حدیث کی سند پر انہیں خود اندیشہ ہوا، یا انہیں اُس وقت روایت کی کوئی قوی سند نہیں مل سکی، تو روایت نقل کرنے کے ساتھ اس کی کیفیت کو ذکر کر دیا ہے تاکہ اہل علم پر اس کی تقویت و استنادیت کے متعلقات واضح رہیں، مثلاً "باب ما وقع في الهجرة من الآيات والمعجزات" [32] کے تحت امام ابن عساکر کی حضرت ابن عباس سے مروی حدیث ذکر کی، لیکن اس کے آغاز میں ہی بیان کر دیا:

"واخرج ابن عساكر بسند واه، عن ابن عباس قال: كان أبو بكر مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في الغار، فعطش، فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم: اذهب إلى صدر الغار فاشرب، فانطلق أبو بكر إلى صدر الغار فشرب منه ماء أحلى من العسل وأبيض من اللبن وأذكى رائحة من المسك، ثمّ عاد، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن الله أمر الملك الموكل بأنهار الجنة إن خرق نهرا من جنة الفردوس إلى صدر الغار لتشرب."

اسی طرح "باب سفر النّبيّ مع عمّه أبي طالب...الخ" [33] کے تحت امام ابن عساکر کی حضرت ابن عباس سے مروی حدیث کے آغاز میں یوں ذکر کیا:

"وأخرج ابن مندة بسند ضعيف، عن ابن عباس، أن أبا بكر الصّديق صحب النبي صلى الله عليه وسلم وهو ابن ثمان عشرة سنة والنبيّ ابن عشرين سنة وهم يريدون الشّام في تجارة حتى إذا نزل منزلا فيه سدرة، قعد في ظلها ومضى أبو بكر إلى راهب، يقال له: بحيرا، يسأله عن شيء، فقال له: من الرجل الّذي في ظل الشجرة؟ قال: محمد بن عبد الله بن عبد المطلب، قال: هذا والله نبي، ما استظل تحتها بعد عيسى بن مريم إلّا محمد. ووقع في قلب أبي بكر الصّديق، فلما بعث النّبي صلى الله عليه وسلم أتبعه. قال ابن حجر في الإصابة: إن صحت هذه القصّة، فهي سفرة أخرى بعد سفرة أبي طالب."

جبکہ بسا اوقات سند کی قوت و صحت کے بارے میں بھی وضاحت کی ہے مثلاً "باب إختصاصه بشرح الصدر..الخ" [34] کے تحت امام بزار کی حضرت ابوہریرہ سے روایت کے بارے میں لکھا ہے:

"وأخرج البزار بسند جيد، عن أبي هريرة أن النّبي صلى الله عليه وسلم، قال: فضلت على الأنبياء بست لم يعطهنّ أحد كان قبلي غفر لي ما تقدم من ذنبي وما تأخّر وأحلت لي

الغنائم وجعلت أمتي خير الأمم وجعلت لي الأرض مسجدا وطهورا وأعطيت الكوثر ونصرت بالرعب والذي نفسي بيده أن صاحبكم لصاحب لواء الحمد يوم القيامة تحته آدم فمن دونه."

(۷) اگر باب سے متعلق کوئی واضح آیت وحدیث موجود تھی، جس سے عنوانِ باب کی وضاحت ہو رہی تھی، تو اسے کبھی براہ راست اور کبھی روایت و تفسیر کی صورت باب کے آغاز میں ذکر کیا ہے، مثلاً "باب المعجزة والخصائص في عينيه الشريفتين"[35]

"قال الله تعالى: "مَا زاغ الْبَصَر وَمَا طَغَى" أخرج ابن عدي والبيهقي وابن عساكر عن عائشة قالت: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يرى في الظلماء كما يرى في الضّوء."

مثلاً "باب خصوصية النّبي بكونه أول النّبيين في الخلق وتقدم نبوته وأخذ الميثاق عليه"[36]

"أخرج ابن أبي حاتم في تفسيره وأبو نعيم في الدلائل من طرق عن قتادة عن الحسن عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم في قوله تعالى: "وَإِذ أَخذنَا من النَّبِيين ميثاقهم" الْآية. قال: كنت أول النبيين في الخلق وآخرهم في البعث فبدأ به قبلهم."

(۸) ائمہ کے مباحث پر اپنی جانب سے نفیس اضافہ جات شامل کیے ہیں، بایں طور کسی مبحث میں تشنگی تھی، تو اسے دلائل و توضیحات سے دور کیا، مثلاً "ذكر الخصائص التي اختصّ بها عن أمته من واجبات ومحرمات ومباحات وكرامات مما لم يتقدّم له ذكر"[37]

"وهذا النّوع أفرده جماعة من الفقهاء وتعرض له أصحابنا الشّافعية في كتبهم الفقهية في باب النكاح ولم يستوفوا وأنا أستوفي هنا إن شاء الله تعالى ذلك إستيفاء لا مزيد عليه، وأعلم إني أذكر كل ما قال فيه عالم أنه من خصائصه سواء كان عليه أصحابنا أم لا مصححا أم لا، فإن ذلك دأب المتتبعين المستوعبين، وإن كان الجهلة القاصرون إذا رأوا مثل ذلك بادروا إلى الإنكار على مورده."

(۹) اگر ائمہ کرام نے کسی حدیث کی تقویت و صحت کی جانب اشارہ کیا تھا، لیکن حدیث و سند بیان نہیں کی، تو بسا اوقات اُسے ذکر کر دیا ہے۔[38]

"قال البيهقي: أبو معشر روى عنه الكبار إلا أنه ضَعِيف، قال: وقد روي هذا الحديث من وجه آخر هذا أقوى منه. قلت: أخرجه أبو نعيم من طريق محمد بن بركة الحلبي عن عبد العزيز بن سليمان الموصلي عن يعقوب بن كعب عن عبد الله بن نوح البغدادي عن عيسى بن سوادة عن عطاء الخراساني عن ابن عباس عن عمر به. وأخرجه أيْضا من طريق أبي سلمة محمد بن عبد الله الأنصاريّ عن مالك بن دينار عن أنس ومن طريق زيد بن أبي الزّرقاء الموصلي عن عيسى بن طهمان عن أنس به بطوله. وأخرجه عبد الله بن احمد في زوائد الزهد حدثني محمد بن صالح مولى بني هاشم البصريّ حدثني أبو سلمة محمد بن عبد الله الأنصاريّ حدثنا مالك بن دينار عن أنس به."

(۱۰) بسااوقات اپنی جانب سے اور کبھی دیگر ائمہ کی نسبت سے احادیث کے شواہد ومتابع پیش کیے ہیں،[39] "باب إخباره صلى الله عليه وسلم بقتل الإعرابي قبل أن ينخرق سقاؤه "کی حدیث کے تحت یوں ذکر کیا:

"قال المنذريّ: رواته رواة الصحيح إلا أن كديرا تابعي، فالحديث مرسل، وتوهم ابن خزيمة أن له صحبة فأخرجه في صحيحه. قلت: له شاهد موصل، أخرج الطبراني بسند رجاله ثقات إلا يحيى الحماني عن ابن عباس، قال: أتى النبي صلى الله عليه وسلم رجل، فقال: ما عمل إن عملت به دخلت الجنة، قال أنت ببلد يجلب به الماء، قال: نعم، قال: فاشتر بها سقاء جديدا ثمّ اسق فيها حتى تخرقها فإنّك لن تخرقها حتى تبلغ بها عمل الجنة."

(۱۱) راویوں کی جرح وتعدیل پر اپنا اور دیگر ائمہ کا کلام نقل کیا ہے۔ مثلاً "خطاب بن عبد الدائم ارسوقی "

"واخرج الخطيب وابن عساكر عن ابن عباس، سمعت النّبي صلى الله عليه وسلم يقول: شفعت في هؤلاء النّفر في أبي وعمي أبي طالب وأخي من الرضاعة يعني ابن سعدية ليكونوا بعد البعث هباء. قال الخطيب: في إسناده خطاب بن عبد الدّائم الأرسوقي وهو ضعيف يعرف برواية المناكير عن يحيى بن المبارك الصنعاني وهو مجهول عن منصور بن المعتمر عن ليث بن أبي سليم ومنصور لا يروي عن ليث وليث فيه ضعف." [40]

مثلاً "ہیثم"

"اخرج ابن عدي والبيهقي وأبو نعيم من طريق الهيثم بن حماد عن ثابت عن أنس، أن أبا طالب مرض فعاده النّبي صلى الله عليه وسلم فقال: يا ابن اخي ادع ربك الذي تعبد أن يعافيني، فقال: اللّهم اشف عمي. فقام أبو طالب كأنما نشط من عقال، قال: يا ابن أخي، إن ربك الذي تعبد ليطيعك، قال وأنت يا عماه لئن أطعت الله ليطيعنك. تفرد به الهيثم وهو ضعيف." [41]

مثلاً "اسحاق"

"قال ابن عساكر: هذا حديث منكر، إسحاق كذّاب وجويبر ضعيف." [42]

مثلاً "جابر جعفی"

"وأخرج الدّارقطني والبيهقي في السّنن من طريق جابر الجعفي عن الشعبيّ قال، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا يؤمن أحد بعدي جالسا. قال الدّارقطني: لم يروه غير جابر الجعفي وهو متروك، والحديث مرسل لا تقوم به حجّة."[43]

(۱۲) جمع کی غرض سے احادیث کو تفصیلاً پیش کیا ہے، مثلاً معراج کے ضمن میں تیس (۳۰) احادیث بمع متن وسند مذکور ہیں۔[44]

(۱۳) کبھی ایک ہی صحابی سے مروی احادیث کے متعدد طرق وروایات کو مع متن ومخرج جمع کیا ہے، مثلاً حضرت انس بن مالک سے معراج کی احادیث۔[45]

(۱۴) ضروری مقامات پر لغات حدیث اور مشکل کلمات کی شرح ذکر کی ہے۔ مثلاً

"الوضم كل شيء يحمل عليه اللحم من خشب أوبارية، والصعدة القناة المستوية وردينة اسم امرأة كانت تقوم القنا، فنسب اليها الرماح الردينية، والقرح بضم القاف وفتح الرّاء المشدّدة جمع قارح وهو الفرس إذا استكمل خمس سنين وانتهت أسنانه واللطيم من الخيل الذي سالت غرته في أحد شقي وجهه والدهم بفتح الدال وسكون الهاء العدد الكثير والمزعزع بزايين معجمتين المحرك والصدد من أسماء الحجر والخرق بفتح الرّاء ضد الرّفق والنزق بفتح الزّاي الخفة والطيش والوصف منهما." [46]

(۱۵) کبھی باب کے اختتام پر فوائد ذکر کیے ہیں، مثلاً "باب المعراج"[47] اور "باب ما وقع في غزوة بدر من الآيات والمعجزات"[48]

(۱۶) بسا اوقات طرق حدیث اور اس کے متابع و شواہد میں امام سیوطی متون نقل کرنے کے بجائے صرف اس کی جانب اشارہ کرتے ہیں۔

مثلاً "حديث الإفك" کے تحت حضرت جابر سے حدیث لائے:

"وَأخرج البُخَارِيّ عَن جَابر قَالَ: عَطش النَّاس يَوْم الْحُدَيْبِيَة وَرَسُول الله ﷺ بَين يَدَيْهِ رَكوةً فَتَوَضَّأ مِنْهَا ثمَّ أقبلَ عَلى النَّاسِ فَقَالَ: مَا لكُمْ؟ قَالُوا: لَيْسَ عِنْدنَا مَاءً نَتَوَضَّأ بِهِ وَلَا نَشْرِب إِلَّا مَا فِي ركوتِكَ فَوَضعَ النَّبِيُّ ﷺ يَدهُ فِي الرّكوةِ فَجعَل المَاءُ يَفُور مِنْ بَينَ أَصَابِعهِ كَأَمْثَالِ الْعُيُونِ فَشَرِبنَا وَتَوَضأنا فَقلْتُ لجَابِرِ: كَم كُنْتُم يَوْمئِذٍ؟ قَالَ: لَو كُنَّا مائَة أَلفٍ لَكَفَانَا كُنَّا خَمس عَشَرَة مائَةٍ."[49]

چنانچہ اس کے بعد حدیث مذکور کے طرق نقل کرنے کے بجائے حضرت جابر سے مروی متعدد طرق کی جانب اشارہ فرمایا، جس کے مطابق اس حدیث کو انس بن مالک نے سیّدنا جابر سے روایت کیا اور اُن کے طریق سے امام احمد نے "مسند" اور امام ابونعیم "دلائل النبوۃ" میں نقل کیا ہے، اسی طرح نبیح عنزی نے بھی انہی سے روایت کیا، جسے امام احمد نے "مسند" اور امام ابن خزیمہ نے "صحیح" میں نقل کیا ہے، نیز یہ روایت اور بھی طرق سے مروی ہے۔

اسی طرح امام سیوطی نے آپ ﷺ کی تدفین کے باب میں حدیث نقل کی:

"وَأخرَج ابْنُ سَعْدٍ وَالْبَيْهَقِيُّ عَن ابْن عَبَّاسٍ قَالَ: اخْتلفَ المسْلِمُوْنَ فِي دَفنِ رَسُولِ الله ﷺ فَقَالَ قَائِلٌ: اِدْفِنُوهُ فِي مَسْجِدِهِ، وَقَالَ قَائِلٌ: بِالْبقِيعِ، فَقَالَ أَبُو بَكرٍ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُول: مَا مَاتَ نَبِيٌّ إِلَّا دفِنَ حَيْثُ يقبضَ فَرفَع الْفِراشَ الَّذِي تَوفِّيَ عَلَيْهِ حُفِر لَهُ تَحْتَهُ"[50]

اس حدیث کے بارے میں ائمہ کے مختلف مؤقف ہیں، پس بعض کے نزدیک یہ روایت مرسل ہے اور بعض کے نزدیک متصل، چنانچہ امام سیوطی نے اس روایت کو وارد کرنے کے ساتھ ہی اس امر کی جانب اشارہ کیا:

"لَهُ طُرُقٌ عِدَّة مَوْصُولَة وَمُرْسِلَة."[51]

تو حدیث کو وارد کرنے کے ساتھ ہی اس کی اسنادی قوت کی جانب بھی اشارہ کر دیا تاکہ اخذ نتیجہ میں سہولت رہے اور قاری کو اس کے بارے میں صحت و ثبوت تک رسائی و تحقیق کرنے میں دشواری نہ ہو، لیکن ان کے متون نقل نہیں کیے۔

(۱۷) کبھی متون اس مقام پر تووارد نہیں کرتے، لیکن اپنی دوسری تالیف میں جہاں جمع آوری ہوتی ہے، اُس کی جانب اشارہ کردیتے ہیں۔

چنانچہ نبی کریم ﷺ کو ایذا دینے والے پانچ کفار مکہ کے بارے میں آیت مبارکہ [52] کے تحت حضرت ابن عباس سے طویل حدیث نقل کی، جس میں ان کے انجام کا ذکر ہے اور حدیث کے اختتام پر بایں کلمات مزید طرق کی جانب تصریح کی ہے:

"لَهُ طُرُقٌ عَن ابْنِ عَبَّاسٍ وَغَيرُهُ أَوْرَدْتُهَا فِي التَّفْسِيرِ الْمسندِ"[53]

اسی طرح ایک طویل حدیث جو سیّدنا عیسیٰ کے وصی "ذویب" کے بارے میں تھی، اسے امام بیہقی اور امام ابو نعیم سے سند ضعیف کے ساتھ نقل کرنے کے بعد اختتام پر بیان کیا:

"هَذَا الحَدِيْثُ لَهُ طُرُقٌ أُخْرى بَيَّنتُهَا فِي النُّكتِ عَلَى الموضُوْعَاتِ"[54]

(۱۸) کبھی مراسیل کو الگ عنوان کے تحت ذکر کیا ہے۔[55]

(۱۹) کبھی اَحادیث واسانید کے متعدد طرق ذکر کیے ہیں۔[56]

"وأخرج ابن اسحاق والبيهقي عن الزّهري وجماعة ان العباس قال لرسول الله صلى الله عليه وسلم: ما عندي ما أفدي به، قال: فأين المال الذي دفنته أنت وأم الفضل؟ فقلت لها: إن أصبت في سفري هذا فهذا المال لبني الفضل وعبد الله وقثم، فقال: والله إنّي لأعلم انك رسول الله صلى الله عليه وسلم، والله ان هذا لشيء ما علمه أحد غيري وغير أم الْفضل. وأخرجه الحاكم من طريق ابن اسحاق عن يحيى بن عباد عن أبيه عن عائشة به وصححه. وأخرجه أبو نعيم من طريق ابن اسحاق عن بعض أصحابه عن مقسم عن ابن عباس. وأخرجه أحمد من طريق ابن اسحاق عمن سمع عكرمة عن ابن عباس. وأخرجه ابن سعد من طريق الكلبي عن أبي صالح عن ابن عباس."

(۲۰) فقہی احکام اور اختلاف علماء کا ذکر کیا ہے۔[57]

"ومن خصائصه تحريم نكاح الأمة المسلمة في الأصح لأن جوازه مشروط بخوف العنت وهو صلى الله عليه وسلم معصوم وبفقدان طول الحرة ونكاحه غير مفتقر إلى المهر ولأن من نكح أمة كان ولده منها رقيقا ومنصبه منزه عن ذلك. وقال الرافعي لكن من جوز ذلك، قال: خوف العنت إنما يشترط في حق الأمة وكذا فقد الطول وعلى هذا يجوز له الزيادة على أمة واحدة بخلاف الأمة ولو قدر نكاحه أمة فأتت بولد لم يكن رقيقا ولا يلزمه قيمة الولد لسيدها على الصّحيح لان الرقّ متعذر. قال الإمام: ولو قدر نكاح غرور في حقه عليه السلام ولم يلزمه قيمة الولد. قال ابن الرفعة في المطلب: وفي إمكان تصور نكاح الغرور ووطئة فيه نظر، إذا قلنا أن وطي الشّبْهة حرام مع كونه لا إثم فيه فيجوز أن يصان جانبه العلي عن ذلك ويجوز أن يقال بجوازه لأن الإثم مفقود بإجماع كالنسيان."

اسی طرح ایک دوسرے مقام پر نقل کرتے ہیں۔[58]

خلاصہ بحث

امام سیوطی نے الخصائص الکبری میں سیرت نبوی کی ضمنی صنف کو مستقل حیثیت دیتے ہوئے جمع مواد اور تنقیح وتالیف کی طرح ڈالی اور نوسوسال کے وسیع اسلامی سرمایہ کاحاصل مطالعہ پیش کیاہے، جس میں ناصرف سیرت نبوی کی قدیم تحریری روش کاانداز اور محدثانہ نقدوجرح بھی شامل ہے، بلکہ عوام الناس کے استفادے کی عام فہم سطح اور اہل علم کے تحقیقی لوازمات کی آبیاری بھی کی گئی ہے، جس کے نتیجے میں ابواب کتاب کی درجہ بندی اور اصناف ذیلی کی تقسیم نے متذکرہ اُمور کو سہل الحصول بنایادیاہے، چنانچہ مضامین کتاب کی روانی اور مواد سیرت کی مناسب ترتیب ہر سطح کے قاری کو متاثر ومستفید کرتی نظرآتی ہے۔انہی امتیازات کی وجہ سے مقالہ نگاران نے سعی کی ہے کہ کتاب کے علمی وامتیازی امور کو حتی الوسع اُجاگر کیاجائے تاکہ خصائص نبوی کی صنف پر اس کتاب کا تعلق بالخصوص اہل علم کے یہاں مزید مدلل و متحقق ہوسکے، جس کے لیے ناصرف اصطلاح خصائص کے مطالب ومفاہیم اورخصائص نبویہ کی تقسیم سے ضروری بحث کی گئی ہے، بلکہ الخصائص الکبریٰ کے تفصیلی اوراہم اُمور کو 21 نکات کی صورت میں مع امثلہ پیش کیاگیاہے۔ وللہ الحمد

نتائج بحث

امام سیوطی کی کتاب الخصائص الکبریٰ کے مطالعہ سے درج ذیل نکات سامنے آتے ہیں:

1. سیرت نبوی کی متذکرہ صنف پر طویل مواد کو تقریباً چھ سومناسب ومتوازن ابواب میں منضبط کیاگیاجواس سے پہلے اتنی جامعیت کے ساتھ کسی ایک کتاب میں یکجانہ تھے۔
2. فقہی کتب میں منتشر سرمایہ سیرت سے بھی بھرپور استفادہ کیاگیا، جو بیشتر متقدمین اور بالخصوص اس موضوع پر لکھنے والوں کے یہاں قریباً مفقود تھا۔
3. تالیف وتنقیح میں عجلت کے بجائے طویل المدتی دورانیہ اور علمی بالیدگی کو ملحوظ رکھاگیاجس سے کتاب اپنے موضوع پر جامع ترہوسکی۔
4. سیرت نگاروں کے یہاں بالعموم محدثانہ اصولوں پر نقدوجرح کارجحان کم ہی کتب میں دکھائی دیتاہے، لیکن امام سیوطی نے اس کتاب میں حتی الوسع اسے ملحوظ نظر رکھا، چنانچہ کئی مقامات پر اس کے شواہد موجود ہیں۔
5. جن مضامین ومباحث میں کلیتاً خلاتھا، اُن پر خاطرخواہ مواد کی تشکیل وترتیب کی گئی۔
6. ایسے موضوعات جو قلّتِ مواد کے حامل تھے، اُن میں اضافی مواد، کثرت دلائل، اِستنباط واستشہاد کاکافی سرمایہ یکجا ہوا، جس سے بعد والے محققین ومستفیدین کے لیے راہیں ہموار ہوئیں۔
7. آپ نے اس کتاب میں حدیث، سیرت، فقہ اور تاریخ کی کم وبیش ایک سوپچاس سے زائد کتب علمیہ سے براہِ راست استفادہ کیا، تواس کے پیش نظر اس نتیجہ کو اَخذ کرنے میں تامل نہیں، کہ آپ نے اپنی علمی صلاحیتوں کا بھرپور استعمال کرتے ہوئے ذخائر علمیہ کے معتدبہ حصہ کو پیش نظر رکھ کر کتاب ہذا تالیف کی۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

[1] سیوطی، امام جلال الدین، التحدث بنعمة الله، تحقیق: شیخ ہیثم خلیفہ، المکتبۃ العصریۃ، بیروت، طبع اوّل، 2003ء، وشعرانی، عبد الوہاب، الطبقات الصغریٰ، مکتبۃ الثقافہ، قاہرہ، س ن، وایاد خالد الطباع، الامام جلال الدین السیوطی معلمۃ العلوم الاسلامیہ، دار القلم دمشق، طبع 1417ھ، ملخصاً

Al Suyūti, Imām Jalāl al Dīn, *Al Taḥaddus Bi Naimatillah*, (Beruit: Al Maktabah al 'Aṣriyyah, 1st Edition, 2003), Sha'ranī, Abdul Wahab, *Al Tabqāt ul sughra*, (Cairo: Maktabah al Saqafah), Ayyad Khalid Al Tabai, *Imām Jalāl al Dīn Al Suyūti Muallima tul Ulūm al Islāmia*, (Damascus: Dār Al Qalam, 1417).

[2] ابن منظور افریقی، محمد بن مکرم، شیخ، لسان العرب، دار صادر، بیروت، 1414ھ، 7:24

Ibn Manzūr, Muḥammad bin Mukarram, *Lisān al 'Arab*, (Beurit: Dār Ṣadir, 1414), 7:24

[3] فیروزآبادی، محمد بن یعقوب، شیخ، القاموس المحیط، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، 2005ء، 1:617

Ferozābādī, Muḥammad bin Ya'qūb, *Al Qāmūs al Muḥīṭ*, (Beirut: Mo'assasah al Risalah, 2005), 1:617

[4] لجنتہ من العلماء، المعجم الوسیط، مکتبۃ الشروق الدولیۃ، مصر، طبع رابع، 2004ء، مادۃ: خصّ، 1:238

A Group of Scholars, *Al Mu'jam al Wasīṭ*, (Egypt: Maktabah al Shurūq al Dawliyyah, 4th Edition, 2004), 1:238

[5] صادق بن محمد، شیخ، الخصائص المصطفیٰ بین الغلو والجفاء، مکتبۃ الرشد، الریاض، سن ندارد، ص:24

Ṣadiq bin Muḥammad, *Al Khaṣi'ṣ al Musṭafa byn al Ghulu wal Jafa'*, (Riyadh: Maktabah al Rushd), p:24

[6] سیوطی، امام جلال الدین، حسن المحاضرۃ فی تاریخ مصر والقاہرۃ، داراحیاء الکتب العربیۃ، عیسیٰ البابی الحلبی، مصر، طبع اوّل، 1968ء، 1:340

Al Suyūti, Imām Jalāl al Dīn, *Ḥusn al Muḥaḍarah fī Tārīkh Miṣr wal Qāhirah*, (Egypt: Dār Iḥyā' al Kutub al 'Arabiyyah, 1st Edition, 1968), 1:340

[7] سیوطی، امام جلال الدین، الفارق بین المصنّف والسارق، تحقیق: ہلال ناجی، عالم الکتب، بیروت، طبع اوّل، 1998ء، ص:33

Al Suyūti, Imām Jalāl al Dīn, *Al Fāriq byn al Muṣannif wal Sāriq*, (Beirut: 'Ālam al Kutub, 1st Edition, 1998), p:33

[8] سیوطی، امام جلال الدین، انموذج اللبیب فی خصائص الحبیب، تحقیق: شیخ عباس احمد صقر حسینی، مکتبۃ النجاح، المغرب، ۱۹۹۵ء، ص:80

Al Suyūti, Imām Jalāl al Dīn, *Unmūdhab al Labīb fī Khāṣ'iṣ al Ḥabīb*, (Morocco: Maktabah al Najaḥ, 1995), p:80

[9] سیوطی، حسن المحاضرۃ، 1:340

Al Suyūti, *Ḥusn al Muḥaḍarah fī Tārīkh Miṣr wal Qāhirah*, 1:340

[10] سیوطی، امام جلال الدین، التحدث بنعمۃ الله، تحقیق: شیخ ہیثم خلیفہ، المکتبۃ العصریۃ، بیروت، طبع اوّل، 2003ء، القسم الثانی، ص:99

Al Suyūti, Imām Jalāl al Dīn, *Al Taḥaddus Bi Naimatillah*, (Beirut: Al Maktabah al 'Aṣriyyah, 1st Edition, 2003), p:99

[11] سیوطی، امام جلال الدین، طرح السقط و نظم اللقط، دار الکتب العلمیہ، بیروت، طبع ثانی، 2000ء، ص:81-84

Al Suyūti, Imām Jalāl al Dīn, *Ṭarḥ al Saqṭ wa Naẓm al Luqaṭ*, (Beirut: Dār al Kutub al 'Ilmiyyah, 2nd Edition, 2000), p:81-84

[12] ایضاً، ص:89

Ibid., p:89

13 ایضاً، ص: 82

Ibid., p:82

14 سیوطی، امام جلال الدین، التعظیم والمنۃ فی ان ابوی النبی ﷺ فی الجنتہ، مشمولہ رسائل السیوطی فی نجاۃ والدی النبی ﷺ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، طبع اولی، 1421ھ، ص:108

Al Suyūti, Imām Jalāl al Dīn, *Al Ta'ẓīm wal Mannah fī Anna Abaway Al Nabī fīl Jannah*, (Beirut: Dār al Kutub al 'Ilmiyyah, 1st Edition, 1421), p:108

15 حاجی خلیفہ، محمد بن عبداللہ، شیخ، کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون، دار احیاء التراث العربی، بیروت، سن ندارد، 1:705

Ḥajī Khalīfah, Muḥammad bin 'Abdullāh, *Kash al Ẓunūn 'An Asāmī al Kutub wal Funūn*, (Beirut: Dār Iḥyā' al Turath al 'Arabī), 1:705

16 کتانی، محمد بن جعفر، شیخ، الرسالۃ المستطرفۃ لبیان مشہور کتب السنۃ المشرفۃ، مکتبہ الکلیات الازھریۃ، القاھرۃ، سن ندارد، ص:151

Kattanī, Muḥammad Bin Ja'far, *Al Risālah al Mustaṭrifah li Bayān Mashūr Kutub al Sunnah al Mushrifah*, (Cairo: Maktabah al Kulliyyāt al Azhariyyah), p:151

17 لجنتہ من العلماء، اُردو دائرۂ معارفِ اسلامیہ، دانش گاہِ پنجاب، لاہور، پاکستان، طبع اوّل، 1975ء، 11:539

Group of Scholars, *Urdu Dā'irah Ma'ārif Islāmia*, (Lahore: Danish Gāh-e-Punjab, 1st Edition, 1975), 11:539

18 سیوطی، امام جلال الدین، الخصائص الکبری، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۲۰۱۷ء، 1:40

Al Suyūti, Imām Jalāl al Dīn, *Al Khaṣā'iṣ al Kubra*, (Beirut: Dār al Kutub al 'Ilmiyyah, 2017), 1:40

19 ایضاً

Ibid.

20 سیوطی، الفارق بین المصنّف والسارق، ص: 33،34

Al Suyūti, *Al Fāriq byn al Muṣannif wal Sāriq*, p:33,34

21 سیوطی، الخصائص الکبری، 2:23-66

Al Suyūti, Imām Jalāl al Dīn, *Al Khaṣā'iṣ al Kubra*, 2:23-66

22 ایضاً، 2: 275-300

Ibid., 2: 275-300

23 ایضاً، 1:91

Ibid., 1:91

24 ایضاً، 2:442

Ibid., 2:442

25 ایضاً، 2:158-160

Ibid., 2:158-160

26 ایضاً، 1: 417-427

Ibid., 1: 417-427

27 ایضاً، 2:190

Ibid., 2:190

[28]ایضاً،2:255

Ibid., 2:255

[29]ایضاً،2:59

Ibid., 2:59

[30]سیوطی، الخصائص الکبری، دار الکتب الحدیثیہ، بیروت، مطبع المدنی،1967ء،2:202

Al Suyūti, Imām Jalāl al Dīn, *Al Khaṣā'iṣ al Kubra*, (Dār al Kutub al Ḥadithiyyah, 1967), 2:202

[31]سیوطی، الخصائص الکبری، دار الکتب العلمیہ، بیروت، سن2017ء،108،2:107

Al Suyūti, Imām Jalāl al Dīn, *Al Khaṣā'iṣ al Kubra*, (Beirut: Dār al Kutub al 'Ilmiyyah, 2017), 2:107,108

[32]ایضاً،1:307

Ibid., 1:307

[33]ایضاً،1:145

Ibid., 1:145

[34]ایضاً،2:336

Ibid., 2:336

[35]ایضاً،1:104

Ibid., 1:104

[36]ایضاً،1:7

Ibid., 1:7

[37]ایضاً،2:396

Ibid., 2:396

[38]ایضاً،1:235

Ibid., 1:235

[39]ایضاً،2:224

Ibid., 2:224

[40]ایضاً،1:147

Ibid., 1:147

[41]ایضاً،1:208

Ibid., 1:208

[42]ایضاً،2:334

Ibid., 2:334

[43]ایضاً،2:417

Ibid., 2:417

[44]ایضاً،1: 252-296

Ibid., 1: 252-296

[45] ایضاً، 1:253-260, 296

Ibid., 1:253-260, 296

[46] ایضاً، 1:59

Ibid., 1:59

[47] ایضاً، 1:297

Ibid., 1:297

[48] ایضاً، 1:345

Ibid., 1:345

[49] ایضاً، 1:406

Ibid., 1:406

[50] ایضاً، 1:406

Ibid., 1:406

[51] محولہ بالا۔

Ibid.

[52] سورۃ الحجر: 95

Surah al Hajar, 95

[53] سیوطی، الخصائص الکبری، 1:244

Ibid., 1:244

[54] ایضاً، 2:496

Ibid., 2:496

[55] ایضاً، 1:296

Ibid., 1:296

[56] ایضاً، 1:342

Ibid., 1:342

[57] ایضاً، 2:414

Ibid., 2:414

[58] ایضاً، 2:403

Ibid., 2:403